فریحہ نگہت

مجلس ترقیِ ادب کے زیرِ اہتمام تذکروں کی تدوین

Tazkara - a compilation of introduction of poets and their poetry is one of the major sources of Urdu research. Valuable efforts have been made by Majlis-e-Taraqqi-e-Adab in editing of Tazkaras. The article critically review the history and process of these editing works.

زبانِ اُردو کی ترویج و ارتقا کے سلسلے میں دیگر زبانوں کی ادبی تخلیقات کے تراجم کا جو کام انیسویں صدی کے آغاز میں فورٹ ولیم کالج نے شروع کیا تھا اس کی پیروی میں قیامِ پاکستان کے بعد پاکستان کے محکمہ تعلیم پنجاب نے ۱۹۵۰ء میں ایک ''مجلس ترجمہ'' قائم کی۔ آٹھ سال تک یعنی ۱۹۵۰ء سے ۱۹۵۸ء تک ''مجلس ترجمہ'' نے دس کے قریب علمی و ادبی کتب کے اُردو تراجم کروائے۔ لیکن جلد ہی یہ ضرورت محسوس کی گئی کہ ادارے کی تشکیل نو کر کے اُردو کے متنوع ادبی و لسانی پہلوؤں پر مطبوعات کے حوالے سے کام کیا جائے۔ لہٰذا ۱۹۵۸ء میں ''مجلس ترجمہ'' کی تشکیل نو ہوئی اور اس کا نام ''مجلس ترقی ادب'' رکھا گیا۔ اُردو کے کلاسیکی ادب کی ازسرِنو ترتیب یا تدوین مجلس کے مقاصد میں سرفہرست تھی لہٰذا ابتدا سے ہی کلاسیکی ادب کی تدوین پر زیادہ توجہ دی گئی۔

''مجلس ترقی ادب'' کے زیرِ اہتمام جن ادب پرور شخصیات نے نمایاں تدوینی خدمات انجام دیں ان میں شیخ محمد اسماعیل پانی پتی، سید امتیاز علی تاج، ڈاکٹر وحید قریشی، خلیل الرحمان داؤدی، کلبِ علی خان فائق، ڈاکٹر گوہر نوشاہی، انتظار حسین، ریاض چودھری، خالد نذیر صوفی، مرتضیٰ حسین فاضل لکھنوی، ڈاکٹر اقتدا حسن، مظہر محمود شیرانی، ڈاکٹر محمد شمس الدین صدیقی، ڈاکٹر تنویر احمد علوی، احمد ربانی، عشرت رحمانی، ڈاکٹر ابواللیث صدیقی، ڈاکٹر نثار احمد فاروقی، نورالحسن نقوی اور احمد رضا قابلِ ذکر ہیں۔

''مجلس ترقی ادب'' کے علاوہ، انجمن ترقی اُردو، کراچی اور مقتدرہ قومی زبان کے اداروں نے بھی متنوع موضوعات پر کتابوں کی تدوین اور نئی کتابوں کی تصنیف و تالیف کا کام شروع کیا۔ تذکروں کے تدوینی عمل کا جائزہ لینے سے پیشتر ہمیں معلوم ہونا چاہیے کہ تدوین ہے کیا؟

ایڈیٹنگ جس کے لیے ترتیب کی بجائے ''تدوین'' کی اصطلاح مناسب تر ہے ایک بسیط اور عملی فن ہے اور اس کے برتنے دیکھنے یا سمجھنے کے لیے بھی تحقیقی نگاہ اور محقق ذہن کی ضرورت ہے۔ اُردو میں تدوین متن سے زیادہ مقبول اصطلاح ترتیب متن ہے۔ ڈاکٹر گیان چند لکھتے ہیں کہ

> ''ترتیب کے معنی کسی شے کے اجزا کو مناسب تقدیم و تاخیر سے رکھنا ہے۔ تدوین کے معنی متفرق اجزا کو اکٹھا کر کے ان کی شیرازہ بندی کرنا ہے۔''(۱)

یعنی ترتیب کی اصطلاح کا مطلب یہ ہے کہ متن کو اس طور پر مرتب کر دیا جائے کہ وہ ہمارے نظریات، بلکہ مفروضات اور قیاسات کے مطابق صحیح ہو۔ ترتیب اور تدوین میں کوئی فرق نہیں ہے۔ ترتیب ایک عام لفظ ہے اور تدوین کا تعلق کتابوں سے ہے۔ اسی طرح تدوین اور تحقیق میں بھی وہی فرق ہو سکتا ہے جو عمل اور بیان میں ہے۔

Scanned by CamScanner

تدوین کا کام کرنے والے کے لیے ضروری ہے کہ وہ آدابِ تحقیق سے بھی واقف ہو۔ اس کے بغیر تدوین کے تقاضوں کو پورا نہیں کیا جا سکتا۔ حواشی، مقدمہ، متن کا زمانہ تصنیف، مصنف اور اس کے عہد سے متعلق ضروری معلومات، داخلی شواہد کا یقین اور ایسی بہت سی متعلقہ باتیں ہیں جن کا جاننا ایک مدون کے لیے ضروری ہے۔

چونکہ تدوین ایک عملی فن ہے اور اس کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کے لیے چھ مدارج سے گزرنا ہوتا ہے۔ یہ مدارج یہ ہیں: فراہمی متن، ترتیب متن، تصحیح متن، تحقیق متن، تنقید متن، توضیح متن اور مقدمہ ان کے علاوہ ہے۔ ان میں سے اگر پہلے چار مدارج تک کام مکمل کر لیا جائے تو تدوین کا کام تقریباً پورا ہو جاتا ہے۔ ''مجلس ترقی ادب'' کے ایسی کتاب جس میں شعرا کا حال لکھا جائے، تذکرہ کہلاتی ہے۔ علاوہ ازیں ''لغت کی رو سے اصطلاح شعر و ادب میں اشعار اور احوال شعرا سے متعلق کتاب کو تذکرہ کہتے ہیں۔''(۲)

تذکرے عموماً بیاض کی صورت میں مرتب کیے جاتے تھے۔ بیاض نگاری کے شوق نے تذکرہ کی تالیف کی بنا ڈالی۔ رفتہ رفتہ بیاض نے ترقی کی اور تذکرہ کی شکل اختیار کر لی۔ بیاض میں صرف اشعار کا انتخاب ہوتا ہے جبکہ اس انتخاب کے ساتھ ساتھ شعرا کا نام، تخلص اور احوال کا اضافہ اسے تذکرہ بنا دیتا ہے۔ علاوہ ازیں تالیف تذکرہ میں شعراء کی ترتیب بلحاظ حروفِ ابجدی اور بلحاظ حروف تہجی کی گئی۔ پھر آہستہ آہستہ اس میں ادبی تاریخ، تنقید اور سوانح نگاری نے جگہ پالی۔ تذکرہ نگاری کے عناصر ترکیبی میں شعراء کے مختصر حالات، کلام پر سرسری تبصرہ اور انتخابِ اشعار کو اہم گردانا گیا لیکن اس کی معنوی حدود کیا ہونی چاہئیں اس کا تعین اب تک نہیں ہو سکا۔

تذکرے کئی قسم کے ہو سکتے ہیں یعنی علما، فضلا، صوفیا، اولیاء، حکما وغیرہ کے۔ مگر تذکرۃ الشعراء سے مراد خالصتاً شاعروں کا تذکرہ ہی ہے۔ قدیم تذکرہ نگار کریم الدین تاریخ اور تذکرے کے فرق کی وضاحت اس طور کرتے ہیں کہ:

''تاریخ میں بحث واقعاتِ زمانہ سے ہوتی ہے اور تذکرے میں اشخاص کا بیان ہوتا ہے۔''(۳)

اُردو میں تذکرہ نگاری کا آغاز بعض دیگر اصناف کی طرح فارسی کے زیرِ اثر ہوا۔ کیونکہ محمد حسین آزاد کی آبِ حیات سے قبل اکثر تذکرے فارسی زبان میں لکھے گئے ہیں اور فارسی روش پر مرتب کیے گئے ہیں۔ فارسی کا پہلا تذکرہ ''لباب الالباب'' ہے جو ۶۱۷ اور ۶۱۸ھ کے درمیان مکمل ہوا۔ متاخرین فارسی گو تذکرہ نگاروں نے اسی کی طرز پر اپنے تذکرے مرتب کیے۔ یہ جاننا بھی ضروری ہے کہ ''لباب الالباب'' کے زیرِ اثر ۶۱۸ھ سے لے کر اُردو شعراء کے اولین تذکرہ ''نکات الشعرا'' ۱۱۶۵ھ تک فارسی کے کتنے تذکرے موجود تھے۔ کیونکہ ریختہ گو شعراء کے تذکرے عموماً فارسی تذکروں کو سامنے رکھ کر لکھے گئے ہیں۔ تاہم اس سلسلے میں ۳۴ تذکرے خصوصی اہمیت کے حامل ہیں جن میں سے کچھ کے نام یہ ہیں۔ ''تذکرۃ الشعرا'' مؤلفہ دولت شاہ سمرقندی، ''ریاض الشعراء'' مؤلفہ علی قلی خان اور ''مقالات الشعراء'' مؤلفہ غلام علی آزاد بلگرامی وغیرہ۔ ان میں سے اکثر تذکرے سرزمینِ پاک و ہند میں لکھے گئے ہیں۔

فارسی تذکروں کو دو خاص گروہوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے:

۱۔ عام تذکرے: یعنی ایسے تذکرے جن میں فارسی شاعری کے آغاز سے لے کر معاصرین تک کا ذکر کیا گیا ہے۔ مثلاً تذکرۃ الشعراء، ریاض الشعراء وغیرہ۔

۲۔ خاص تذکرے: یعنی وہ تذکرے جن میں کسی خاص عہد یا دور یا صرف معاصر شعراء کا ذکر آیا ہو۔ مثلاً ''مجالس النفائس'' اور ''تذکرۃ المعاصرین'' وغیرہ

اُردو شعرا کے تذکرے عموماً فارسی تذکرہ نگاری کی تقلید کے زیرِ اثر وجود میں آئے۔ برصغیر میں اُردو زبان و شعر کو عملاً قبول عام اٹھارویں صدی عیسوی کے اوائل سے نصیب ہوتا ہے۔ اورنگ زیب عالمگیر کی وفات کے بعد فارسی بطور سرکاری اور عوامی

Scanned by CamScanner

زبان اپنی حیثیت کھوتی گئی۔ اس کے باوجود انیسویں صدی عیسوی کے ربع اول تک اُردو شعرا کے جتنے تذکرے لکھے گئے ہیں سوائے ''گلشن ہند'' مؤلفہ مرزا علی لطف اور ''گلدستۂ حیدری'' مؤلفہ حیدر بخش حیدری سارے کے سارے فارسی زبان میں ہیں اور یہ سلسلہ ۱۷۵۰ء سے لے کر اُردو شعرا کے آخری تذکرہ ''آب حیات'' کے سن تالیف ۱۸۸۰ء تک برقرار رہتا ہے۔

اُردو میں تذکرہ نگاری کا رواج میر و درد کے عہد ہی سے ہو گیا تھا۔ خیالِ اغلب ہے کہ چند معاصرین یعنی محمد یار خاں خاکسار، محمد رفیع سودا، سراج الدین علی خان آرزو اور سید امام الدین وغیرہ نے شاید اُردو شعرا کے تذکرے بھی مرتب کیے تھے لیکن یہ تذکرے آج تک نایاب ہیں۔ اُردو کے قدیم ترین تذکروں میں ''نکات الشعرا''، ''گلشن گفتار''، ''تحفۃ الشعرا''، ''ریختہ گویاں'' اور ''مخزنِ نکات'' کا شمار ہوتا ہے۔ جن میں ''تذکرۂ میر'' کو اُردو شعرا کا پہلا موجود تذکرہ قرار دیا جا سکتا ہے۔

ڈاکٹر سید عبداللہ اس ضمن میں لکھتے ہیں کہ:

> ''دو تذکرے (تحفۃ الشعرا اور گلشن گفتار) دکن سے تعلق رکھتے ہیں۔ مخزن نکات اپنے دعوے کے باوجود بعد کی تصنیف ہے اور ۱۱۶۹ھ میں لکھا جاتا ہے۔ باقی رہا تذکرۂ گردیزی سو داخلی شہادتیں یہ ظاہر کرتی ہیں کہ گردیزی نے میر کے تذکرۂ نکات الشعرا کو ضرور دیکھا ہوگا۔ پس ان حالات میں تذکرۂ میر کو اُردو شعرا کا پہلا موجود تذکرہ قرار دیا جا سکتا ہے۔'' (۴)

مولوی عبدالحق نے بھی یہ نتیجہ نکالا ہے کہ ''نکات الشعرا'' ۱۱۶۵ھ میں لکھا گیا۔ گاردیزی نے اپنے تذکرے کے مکمل ہونے کا سال ۵ محرم ۱۱۶۶ھ ظاہر کر دیا ہے اور ''مخزن نکات'' کا سنِ تالیف ۱۱۶۸ھ ہے۔ اس لحاظ سے ''نکات الشعرا'' کو ہی اُردو شعرا کا پہلا تذکرہ سمجھا جاتا ہے۔

تذکرہ نگاری کے آغاز و فروغ کے بہت سے محرکات رہے ہیں جن میں اپنی یادگار چھوڑنے کا فطری جذبہ بنیادی محرک ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ بیاض نگاری اور انتخاب اشعار کا شوق بھی تذکرہ لکھنے میں معاون ثابت ہوا۔ یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ تذکرہ نگاری کی اساس بیاض ہے۔ اُس زمانے میں چھاپہ خانے نہیں تھے اس لئے اپنے ہاتھ سے انتخابِ کلام لکھ کر بیاض میں محفوظ کر لیا جاتا تھا۔ مثلاً بیاضِ عزلت اور بیاضِ طالب جن سے میر تقی میر اور قائم وغیرہ نے اپنے تذکروں میں مدد لی ہے۔
تذکرہ نگاری میں شعرا کی معاصرانہ چشمک، گروہ بندی اور علاقائی تعصب کو بھی بڑا دخل رہا ہے۔ مثلاً خاکسار نے میر کے جواب میں یا میر نے خاکسار کے جواب میں تذکرہ لکھا تھا۔ تذکرہ نگاری کی روایت کو آگے بڑھانے میں مشاعروں کے رواج نے بھی بہت مدد کی۔ جب فارسی کی مقبولیت میں کمی واقع ہونے لگی اور ریختہ گو شعرا کو قبول عام نصیب ہوا تو فارسی کے مقابلے میں انہیں بھی تذکروں کی ترتیب کا خیال پیدا ہوا۔ اسی طرح فارسی کی تقلید اور تقابل نے اُردو تذکرہ نگاری کو جنم دیا۔

اُردو میں شعرا کی تذکرہ نگاری کا آغاز تقریباً اٹھارویں صدی عیسوی کے وسط سے ہوتا ہے اور آب حیات مؤلفہ ۱۸۸۰ء تک برابر قائم رہتا ہے۔ اس کے بعد حقیقتاً تذکرہ نگاری کا دور ختم ہو جاتا ہے۔ ''آب حیات'' بھی قدیم تذکروں کی نہج سے ہٹ کر ہے۔

فارسی تذکروں کی طرح اُردو تذکروں میں بھی بڑا تنوع اور رنگارنگی ہے۔ ان کا تنقیدی اسلوب اور لب و لہجہ بھی یکسانیت کا شکار ہے۔ کچھ تذکرے تقلید میں لکھے گئے ہیں اور کچھ نے دوسرے تذکروں کا مواد تھوڑے بہت تغیر کے ساتھ اپنا لیا ہے۔
تذکروں کی ہیت اور موضوع کے مطابق ناقدین نے انہیں مختلف خانوں میں تقسیم کیا ہے۔

گارسین دتاسی، ڈاکٹر عبدالستار صدیقی اور شمس اللہ قادری نے بلحاظِ مواد انہیں دو خانوں میں تقسیم کیا ہے۔

۱۔ عام تذکرے جن میں ابتدا سے لے کر معاصرین تک کے حالات ردیف وار یا بلحاظ ادوار جمع کیے جاتے ہیں۔
۲۔ خاص تذکرے جن میں کسی خاص عہد کے شعرا یا خاص صنف کے شعرا یا کسی خاص علاقے کے شاعروں کا ذکر ہوتا ہے۔

Scanned by CamScanner

ان تذکروں کے دو گروہ علاقائی زبان میں کیے جاتے ہیں:

۱۔ وہ تذکرے جو فارسی زبان میں لکھے گئے مثلاً نکات الشعرا، گلشن گفتار، تحفۃ الشعرا، مخزن نکات، عقد ثریا، تذکرۂ ریختہ گویاں، مخزن نکات، چمنستان شعرا، تذکرۂ شعرائے اردو، عمدۂ منتخبہ، گلزار ابراہیم اور گلشن بے خار وغیرہ۔

۲۔ وہ تذکرے جو اردو میں لکھے گئے ہیں مثلاً گلشن ہند، گلدستۂ حیدری، طبقات الشعرا، خوش معرکۂ زیبا، انتخاب یادگار، شمیم سخن اور آب حیات وغیرہ۔

علاقائی بنیادوں پر انہیں دو حصوں میں تقسیم کیا جاتا ہے:

۱۔ شمالی ہند کے تذکرے

۲۔ جنوبی ہند کے تذکرے

تذکروں کی اہمیت کو صحیح طور پر سمجھنا ایک مشکل کام ہے۔ تاہم ہندوستان اور پاکستان میں تذکروں کی تدوین کا سلسلہ کئی برسوں سے جاری ہے۔ لوگوں نے اپنے ذوق و شوق سے بھی تذکروں کی تدوین و ترتیب میں دلچسپی لی ہے اور دوسرے کئی ادبی اداروں کے ساتھ ساتھ جامعات نے بھی تذکروں کی تحقیق و تدوین کا کام شروع کیا اور انہیں نئی ترتیب و تہذیب کے ساتھ منظر عام پر لانے کی کوشش کی ہے۔ پاکستان میں انجمن ترقی اردو کراچی اور مجلس ترقی ادب لاہور نے تذکروں کی تدوین میں قابل قدر کام سرانجام دیا ہے۔ حال میں مجلس ترقی ادب لاہور نے درج ذیل تذکروں کی تدوین کی ہے:

۱۔ تذکرہ مخزن نکات از محمد قیام الدین قائم چاند پوری ۱۱۶۸ھ/۱۷۵۵ء (فارسی) مرتب: ڈاکٹر اقتدا حسن ۱۹۶۶ء

۲۔ طبقات الشعرا از قدرت اللہ شوق ۱۱۸۸ھ/۱۷۷۵ء (فارسی) مرتب: ڈاکٹر نثار احمد فاروقی ۱۹۶۸ء

۳۔ تذکرہ گلشن بے خار از مصطفیٰ خان شیفتہ ۱۲۵۰ھ/۱۸۳۴ء (فارسی) مرتب: کلب علی خان فائق ۱۹۷۳ء

۴۔ "تذکرہ خوش معرکۂ زیبا" دو جلدیں از سعادت خان ناصر ۱۲۶۱ھ/۱۸۴۵ء (اردو) مرتب: مشفق خواجہ ۱۹۷۰ء، ۱۹۷۲ء

۵۔ گلستان سخن دو جلدیں از مرزا قادر بخش صابر دہلوی ۱۲۷۱ھ/۱۸۵۴ء (اردو) مرتب: خلیل الرحمن داؤدی ۱۹۶۶ء

۶۔ بہارستان ناز از حکیم فصیح الدین رنج میرٹھی ۱۲۸۱ھ/۱۸۶۴ء (اردو) مرتب: خلیل الرحمن داؤدی ۱۹۶۶ء

اس کے علاوہ تذکرہ نکات الشعرا از میر تقی میر اور آب حیات از محمد حسین آزاد کا ذکر بھی ضروری ہے کیونکہ یہ تذکرے اردو تذکرہ نگاری میں بالترتیب اولین اور آخری تذکرے ہیں۔

مجلس ترقی ادب کے زیر اہتمام تذکروں کی تدوین کے سلسلے میں اس کی مجموعی خدمات پر نظر ڈالیں تو پتہ چلتا ہے کہ انجمن ترقی اردو کے بعد اردو تحقیق کو آگے بڑھانے میں اس ادارے کی خدمات بنیادی حیثیت کی حامل ہیں۔

ان تذکروں کی تدوین میں ڈاکٹر اقتدا حسن، ڈاکٹر نثار احمد فاروقی، کلب علی خان فائق، مشفق خواجہ اور خلیل الرحمن داؤدی نے خاص دلچسپی اور لگن سے کام کیا ہے۔ ان محققین نے مجلس ترقی ادب کے لئے وقف ہو کر تذکروں کی تدوین کا اہم فریضہ انجام دیا۔

ان محققین کے اصول تدوین پر بات کرنے سے پہلے ہماری توجہ "مجلس ترقی ادب" کے ان بنیادی تدوینی اصولوں کی طرف جاتی ہے جن کی طرف ڈاکٹر گوہر نوشاہی نے اپنے مضمون "مجلس ترقی ادب کی دو سالہ تحقیقی خدمات ۱۹۵۸ء سے ۱۹۷۶ء تک" میں اشارہ کیا ہے۔ ڈاکٹر گوہر نوشاہی لکھتے ہیں:

"...مجلس کی کلاسیکی مطبوعات میں ترتیب و تدوین کے جو طریق نظر آتے ہیں ان کی ایک جھلک اس جگہ دلچسپی سے خالی نہ ہوگی۔

الف: مطبوعہ کتابیں مرتب کرنے کے لئے کوشش کی جاتی ہے کہ مصنف کا اپنا ترتیب دیا ہوا ایڈیشن مل جائے۔ اس میں بنیاد ایسے ایڈیشن کو بنایا جائے گا جس پر مصنف نے آخری بار نظر ثانی کی ہو، یا اپنی نگرانی میں چھپوایا ہوا ہو۔ اس طرح اضافہ شدہ مکمل متن دستیاب ہو جاتا ہے۔ اس سے پہلے کے نسخے جن کی حیثیت نقشِ اوّل کی ہوتی ہے، مقابلے کے کام آتے ہیں۔

ب: مصنف کی زندگی میں شائع ہونے والے ایڈیشن حاصل کیے جاتے ہیں۔ ان میں غلطیوں کا امکان ہوتا ہے۔

ج: مصنف کی وفات کے بعد شائع ہونے والے نسخوں میں صرف وہی نسخے قابلِ اعتنا اور اہم سمجھے جاتے ہیں جن پر مطبع کی طرف سے یہ لکھا ہو کہ اس کی بنیاد کسی اہم مخطوطے پر ہے، یا اس کی ترتیب پر کسی اہم شخصیت نے محنت کی ہے۔''(۵)

ان تمام محققین نے تدوینِ متن کے حوالے سے مجلس ترقیِ ادب کے انہی تدوینی اصولوں کو پیشِ نظر رکھا ہے۔

پروفیسر ڈاکٹر اقتدا احسن نے تذکرہ ''مخزنِ نکات'' کی تدوین کے لیے دو نسخوں کو بنیاد بنایا ہے جن میں ایک مطبوعہ نسخہ ہے اور دوسرا قلمی نسخہ ہے۔ مطبوعہ نسخہ ۱۹۲۹ء میں انجمنِ ترقی اُردو اورنگ آباد سے شائع ہوا تھا، جبکہ دوسرا خطی نسخہ وہ ہے جو انڈیا آفس لائبریری لندن میں موجود ہے۔ ڈاکٹر اقتدا احسن نے ان کے تقابل سے اغلاط سے پاک متن بنانے کی کوشش کی ہے اور کتابت کی غلطیوں سے بھی پاک کیا ہے۔

اسی طرح تذکرہ ''طبقات الشعرا'' کی تدوین میں، تدوین کے اصولوں کو مدِنظر رکھتے ہوئے اس کے متن کو کتب خانہ آصفیہ (اسٹیٹ سنٹرل لائبریری) حیدر آباد دکن کے قلمی نسخے کو بنیاد بنایا ہے۔ کیونکہ یہ نسخہ ''طبقات الشعرا'' کے چار قلمی نسخوں میں سے سب سے زیادہ صحیح، مکمل اور قابلِ اعتماد ہے۔ ایک قیاس کے مطابق یہ خود قدرت اللہ شوق کی نظر سے گزر چکا ہے۔

تذکرہ ''گلشن بے خار'' میں کلبِ علی خان فائق نے مرتب کرتے ہوئے تذکرہ گلشن بے خار مطبع نول کشور لکھنو ۱۸۷۴ء کے متن کو بنیاد بنایا۔ یہ نسخہ شیفتہ کے خود تصحیح کردہ نسخے کے مطابق ہے۔ فائق نے آخر میں صحت الفاظ کی فہرست بھی لکھی ہے۔

اسی طرح تذکرہ ''خوش معرکہ زیبا'' کی تدوین میں مشفق خواجہ نے نسخۂ پٹنہ کو متن کی بنیاد بنایا ہے اور اختلاف نسخ درج کیا ہے۔

خلیل الرحمٰن داؤدی نے تذکرہ ''گلستان سخن'' کی تدوین کے لیے تذکرے کے دو مطبوعہ نسخوں کو بنیاد بنایا ہے جو مصنف مرزا قادر بخش صابر دہلوی، کی زندگی میں شائع ہوئے۔ تذکرے کی پہلی اشاعت ۱۲۷۱ھ میں دہلی سے ہوئی اور دوسری اشاعت مطبع نول کشور لکھنو سے ۱۲۹۹ھ یعنی ۱۸۸۲ء میں ہوئی۔

اُردو شاعرات کا اولین تذکرہ ''بہارستان ناز'' مؤلفہ حکیم فصیح الدین رنج کی تدوین کے لیے بھی خلیل الرحمٰن داؤدی نے اس تذکرے کی تین اشاعتوں کا تقابل کرتے ہوئے اغلاط سے پاک متن بنانے کی کوشش کی ہے۔ ''بہارستان ناز'' مؤلف کی زندگی میں تین مرتبہ شائع ہوا اور اس کی آخری اشاعت ۱۸۸۲ء کی ترتیب بھی مؤلف نے خود کی، جس میں ۱۷۴ شاعرات کا ذکر بہ ترتیب حروفِ تہجی کیا گیا۔ خلیل الرحمٰن داؤدی نے اس کی تدوین کے وقت ان شاعرات میں سے ۴۹ فارسی گو شاعرات کے ناموں کو بہ ترتیب حروف تہجی الگ درج کیا۔ اور مقدمے میں یہ بھی لکھا ہے کہ چونکہ فصیح الدین رنج کے انتقال کے بعد یہ تذکرہ پھر شائع نہیں ہوا اس لئے مدت سے نایاب ہے۔ حالانکہ انہیں اس کی تینوں اشاعت مل چکی تھیں۔ ان تذکروں کی تدوین کی اہمیت اس لیے بھی بڑھ جاتی ہے کہ محققین متن کے مقدمے میں متن کے اصل مصنف کے خاندانی پس منظر، پیدائش اور ابتدائی تعلیم و تربیت، حالات زندگی، ملازمت یا ذریعہ معاش، مذہب و ملک اور اس کی دیگر تصانیف کو بھی زیر بحث لائے ہیں جو

تذکرے میں قاری کی دلچسپی برقرار رکھنے کا موجب بھی بنتی ہے اور مصنف کے بارے میں معلومات بھی بہم پہنچاتی ہے۔ مزید برآں مصنف کی شخصیت کے تناظر میں موضوعِ تدوینِ تذکرے کے مندرجات تک رسائی آسان ہو جاتی ہے۔

ان محققین نے تذکروں کے جو مقدمے لکھے ہیں ان میں ان کے تنقیدی نظریات کی وضاحت بھی ہو جاتی ہے۔

مرتبین نے تذکروں کی تدوینِ متن کے لیے مستند نسخے بھی مصنف کے اپنے مرتب کیے ہوئے یا مصنف کی نگرانی میں مرتب ہونے والے نسخوں کو ہی ترجیح دی ہے۔ متعدد متون ہونے کی صورت میں انہوں نے متون کا تقابلی جائزہ بھی لیا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ محققین، معاصر تذکروں اور تبصروں سے بھی مدد لیتے ہوئے متن کی معاصر زبان و املا اور قرین قیاس حقائق کو شاملِ متن کرتے ہیں۔

ان تذکروں کی تدوین کے مراحل میں مرتبین نے اختلافِ نسخ کے مسائل کو خاص اہمیت دی ہے۔ مطبوعہ نسخے اگر ایک سے زیادہ ملے اور اُن کے مندرجات میں اختلاف بھی موجود تھا تو انہوں نے متن، مستند نسخے کے مطابق رکھا ہے اور اختلافِ نسخ کو حاشیے پر واضح کیا ہے۔

تذکروں کی تدوین میں ماخذ کی پڑتال بھی ان محققین نے عالمانہ عرق ریزی سے کی ہے۔ وہ کسی ماخذ پر اندھا دھند اعتماد نہیں کرتے بلکہ حقائق کی تہہ تک پہنچنے کی حتی الوسع کوشش کرتے ہیں۔

ان مرتبین نے اپنے متون کے مقدمے میں مصنفین کے پیش کردہ سبب تالیف میں زمانہ تالیف کا مختلف شواہد کے حوالے سے تحقیقی وتنقیدی جائزہ بھی شامل کیا ہے۔ اس سے قاری ان اسباب اور حقائق تک پہنچ سکتا ہے جو متن کی روح تک پہنچنے کے لیے ضروری ہیں۔

ان محققین نے متن بناتے وقت متن کے تمام معتبر نسخوں کو سامنے رکھتے ہوئے ان کا تقابل کر کے، مصنف کے عہد کی زبان و املا کے مطابق متن بنانے کی کوشش کی ہے۔ الفاظ و مندرجات کے اختلاف کو حاشیے پر درج کیا ہے۔ اس کے علاوہ حاشیے پر بعض اوقات متن کی مشکلات کی تشریح بھی کی ہے۔

تذکروں کی تدوین میں ترتیب کا بھی خاص خیال رکھا گیا ہے۔ مثلاً ''گلستانِ سخن'' جسے خلیل الرحمٰن داؤدی نے مدون کیا، اس کتاب کا آغاز ۳۵ صفحات پر مشتمل مصنف کے حالاتِ زندگی خلیل الرحمان داؤدی نے مرتب کیے ہیں۔ اس کے بعد ڈاکٹر وحید قریشی کا لکھا ہوا مقدمہ شاملِ اشاعت ہے جو ۶۱ صفحات پر پھیلا ہوا ہے اور اس میں ''گلستانِ سخن'' کا تجزیہ کیا گیا ہے۔ اس کے بعد مصنف کی طرف سے آغازِ کتاب احوالِ مصنف اور سببِ تالیف کتاب درج ہے بعد ازاں مصنف کا لکھا ہوا زبان کے بارے میں مقدمہ ہے۔ پھر حروف تہجی کے لحاظ سے ۲۰۷ شعراء کے تراجم درج کیے گئے ہیں۔

بحیثیت مجموعی اُردو تذکرون کی تدوین اُردو ادب میں ایک گرانقدر اضافہ ہے۔ انہیں نظر انداز کر کے نہ تو ہم اُردو زبان و ادب کی ارتقائی منزلوں کا سراغ لگا سکتے ہیں اور نہ اس کے ماضی و حال اور مستقبل میں کوئی رائے قائم کر سکتے ہیں۔ کلاسیکی شاعری اور ادب دونوں سے متعلق آج ہم جو کچھ جانتے ہیں، انہیں تذکروں کے توسط سے جانتے ہیں اور آئندہ بھی ادبی تاریخ وتنقید یا تحقیق وسوانح نگاری کا کوئی کام تذکروں سے بے نیاز رہ کر نہیں کیا جا سکتا۔

Scanned by CamScanner

حوالہ جات

۱۔ گیان چند، ڈاکٹر، تحقیق کا فن، مقتدرہ قومی زبان، پاکستان، ۱۹۹۴ء، ص ۳۹۸

۲۔ فرمان فتح پوری، ڈاکٹر، اُردو شعرا کے تذکرے اور تذکرہ نگاری، مجلس ترقی ادب لاہور، ۱۹۷۲ء، ص ۱۲

۳۔ ایضاً، ص ۱۳

۴۔ ایضاً ص ۲۶

۵۔ گوہر نوشاہی، ڈاکٹر، ادبی زاویے، مجلسِ فروغ تحقیق، اسلام آباد، ۱۹۹۳ء، ص ۱۷۷

کتابیات

۱۔ سعادت خاں ناصر، خوش معرکہ زیبا، مرتب مشفق خواجہ، مجلسِ ترقی ادب لاہور، ۱۹۸۰ء

۲۔ فرمان فتح پوری، ڈاکٹر، اُردو شعرا کے تذکرے اور تذکرہ نگاری، مجلسِ ترقی ادب لاہور، ۱۹۷۲ء

۳۔ فصیح الدین رنج، حکیم، بہارستان ناز، مرتب، خلیل الرحمان داؤدی، مجلسِ ترقی ادب، لاہور، ۱۹۶۵ء

۴۔ قیام الدین قائم چاند پوری، مخزنِ نکات، مرتب، پروفیسر ڈاکٹر اقتدا حسن، مجلسِ ترقی ادب، لاہور، ۱۹۶۶ء

۵۔ قدرت اللہ شوق، طبقات الشعراء، مرتب، نثار احمد فاروقی، مجلسِ ترقی ادب، لاہور، ۱۹۶۸ء

۶۔ گیان چند، ڈاکٹر، تحقیق کا فن، مقتدرہ قومی زبان، پاکستان، ۱۹۴۴ء

۷۔ گوہر نوشاہی، ڈاکٹر، ادبی زاویے، مجلسِ فروغ تحقیق، اسلام آباد، ۱۹۹۳ء

۸۔ مرزا قادر بخش صابر دہلوی، گلستانِ سخن، مرتب، خلیل الرحمان داؤدی، مجلسِ ترقی ادب، ۱۹۶۶ء

۹۔ محمد مصطفیٰ خاں شیفتہ، گلشنِ بے خار، مرتب، کلب علی خاں فائق، مجلسِ ترقی ادب، لاہور، ۱۹۷۳ء

Scanned by CamScanner